سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

ٹیلیفون نمبر ۱۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ایڈیٹر
پادری غلام مسیح صاحب
نیو ہسٹل، وارث روڈ، لاہور
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے ... مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے۔
اور مقامین و اشتہارات وغیرہ
بجائے ... صاحب ایڈیٹر
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۴۴	ہفتہ وار ہر روز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء	جلد ۵۲

غزل

(از قلم مولوی نصیر الدین صاحب نصیر ...)

[illegible]

رباعیات منت

[illegible]

[illegible]

تصلیب

یہ تاریخی بیان اس نوشتہ کا ترجمہ ہے جو ... کتب خانہ میں رکھا ہوا تھا اور اب ... ایک مراکو ... پادری ... کی جانب سے یسوع مسیح کے مقدمہ کی بابت ... بھیجی گئی تھی ... ہمارے پاس ... صاحب نے بھیجا ہے۔ ایڈیٹر

منجانب پنطس پلاطوس - بنام
طبرتی اس کلاڈیس سکریٹری بادشاہ طبریوس

تسلیم! میں اس جوش پر جو کہ یسوع مسیح کے مقدمہ کی بابت روم میں پھیلا ہوا ہو حیران ہوں۔ یہ واقع ذرہ بھی اس قدر بھاری نہیں جس میں کہ بادشاہ کی ضرورت محسوس ہو۔ اگرچہ بعض دشمنوں نے مجھ کو میرے آقا کے سامنے بے اعتبار ثابت کرنے کے لئے اس کو ایک بہانہ بنا لیا ہو تاہم اُس کارروائی کی نسبت جو میں نے کی ہے مجھ سے جواب طلب کیا ہو۔ اسی لئے میں یہ رپورٹ حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

مجھے اس سے انکار ہو کہ میں نے اس نامبارک معاملہ میں روم کے رعب و داب کو خطرہ میں ڈالا ہو۔ تمام باتیں جو مفتوح لوگوں کے مذہب سے متعلق ہیں میں عزت سے دیکھتا رہا۔ اور ہمیشہ اس امر کو مدنظر رکھتا ہوں جو کہ آبائیوں میں مد نظر رکھی جاتی فرو میں بین مفتوحوں کے ذاتی معاملات یا تعلقات میں میں دست اندازی کرنے سے باز رہا ہوں۔ اور میں اس بات کو بھی نہیں بھولا۔ کہ جب میں نے اس عہدہ پر تقرر پایا تو یہودیہ سخت نازک حالت میں تھا۔ اسی باعث میری ذمہ واریاں زیادہ نازک ہو گئیں۔ اس واسطے ضروری بات تھی کہ صاحب استقلال اور قوت فیصلہ والا شخص وہاں یہودیہ میں ہو۔ میں نے یہاں پہنچکر معلوم کیا کہ یہودی دو مختلف فرقوں میں منقسم ہوئے ہوئے ہیں۔ ۱۔ متعصب۔ ۲۔ نوجوان۔ میں جہاں چشم پوشی کو مناسب سمجھا چشم پوشی کی۔ اور جہاں پر سختی کی ضرورت تھی سختی سے کام لیا۔ اُن کے جھگڑوں میں شاذ و نادر میں نے دخل دیا۔ اور وہ بھی اُس وقت کہ جہاں بادشاہ یا روم کی طاقت پر زد آتی ہے۔ عام طور پر میں نے مخالف فرقوں کا کبھی نوٹس تک نہیں لیا۔ کیونکہ یہ کوئی بھاری بات نہ تھی۔ کہ کونسا فرقہ مغلوب ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر دو فرقے ہم سے دشمنی رکھتے ہیں۔

مجھ سے پیشتر میرے ہم خدمت گالیل میں بہت تکلیف اٹھاتے رہے۔ اگرچہ وہ صوبہ چھوٹا ہے مگر بے تعصبی اور آزادانہ خیالات کی جائے پیدائش ہے اور کثرت سے بناوٹی مذہبی جہاد وہاں رونما ہوتے رہے ہیں۔ اس بات کو میں نے محسوس کیا کہ ان مذہبی خیالات کے دبانے کی کوشش کرنا بے فائدہ تھا۔ اور میرا یہ ایک اصول ہے کہ نئی آبادیوں میں اوسط والے طریق سے حکومت بہ نسبت منتقمانہ اور پابند طریق کے حکومت کرنا آسان ہوتا ہے۔

یہاں کنسرویٹو فرقہ میں متمول جماعت شامل ہے متمول جماعت سے مراد روپیہ والے اور مالکان زمین ہیں۔ اور ان لوگوں کو غیر طاقت کا قبضہ ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ ان کی ہمدردی کی محرک ان کی ذاتی اغراض ہوتی ہیں۔ اور لبرل لوگوں میں سوسائٹی کے فوائد مد نظر رکھے جاتے ہیں۔ اس لئے وہ شور و شر نہیں کرتے اور ان کا انتظام آسانی سے ہو سکتا ہے۔

میں نے صرف ایک بار ایک موقع پر دست اندازی کی پالیسی سے روگردانی کی ہے۔ جو کہ میں نے یسوع مسیح کے مقدمہ میں ظاہر کی ہے۔ اس امر میں ہر دو یعنی کنسرویٹو اور لبرل لوگوں نے مجھ سے اس کی سزا کے لئے درخواست کی۔ میں اختصاراً واقعات بیان کرتا ہوں۔

چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ معمر یہودیوں کی جماعت نئے مسئلہ کی ترقی سے خطرہ میں پڑ گئی اور اس مسئلہ کا پیش کنندہ ایک سر فلسفی نوجوان یسوع نامی ناصری تھا۔ میں نے اس کے درسوں میں کوئی سخت بات نہ پائی۔ لیکن راسخ الاعتقاد ایماندار یہودی نے ان درسوں کو بہت خطرناک خیال کیا۔ کنسرویٹو لوگوں کو بہت جوش دلایا گیا۔ تب بعض بارعب آدمی میرے پاس آئے اور انہوں نے یسوع پر بغاوت کا الزام لگایا۔ ان الزاموں کا میں نے یقین نہ کیا۔ لیکن چونکہ انہوں نے ضد کی اور یہ بھی بیان کیا کہ وہ اپنے کو یہودیوں کا بادشاہ کہتا ہے۔ میں نے اُس کو طلب کیا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ جب وہ میرے سامنے آیا مجھ پر اُس کے حق میں اچھا اثر ہوا۔ میں لوگوں سے بخوبی واقف ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یسوع کوئی معمولی آدمی نہ تھا۔ آپ مجھے لکھتے ہیں کہ یسوع آپ کی دربار میں خطرناک ثابت کیا گیا ہے۔ مگر کوئی بات اُس میں خطرناک نہ تھی۔ وہ بے ضرر اور خلیق آدمی تھا اُس کا طریقہ بیان ظاہر کرتا تھا کہ وہ فصیح تھا۔ میں نے شروع سے اس کے تصورات کو سُنا جو کہ بہ نسبت پولیٹکل ہونے کے زیادہ تر فلاسفرانہ تھے اور میں نے اُس کو سزا دینے کی کوئی وجہ نہ دیکھی۔

چونکہ میرے فرائض صلیب دینے کی سزا تک میں فیصلہ کرنے کا پورے طور پر اختیار دیتے ہیں۔ میں نے اس پر الزام لگانے والوں کو جو موجود تھے کہا کہ میں اُس اُستاد شخص میں کوئی قصور نہیں دیکھتا۔ میرے ان الفاظ نے عام جوش کو ابھار دیا۔ اور میں نے معلوم کیا کہ ان لوگوں کی رائے یہاں تک روم کے خلاف ہے کہ اس بات سے ان کی تشفی نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ اس کو سزا دی جائے۔ میں نے اس معاملہ کو ہیرود کے سامنے پیش کرنے کے لئے مہلت لینے کی کوشش کی۔ مگر اس نے اُس کو پھر میرے پاس بھیج دیا۔ میں نے عوام الناس کے لعن طعن سے اس شخص کو بچانے کے لئے بہت کوشش کی۔ مگر میں مجبور ہو گیا اور ان کے مذہبی خیالات کے لحاظ سے اُس کو سزا دی۔ لیکن درانحالیکہ میں نے اس قتل تمام ذمہ داری سے انکار کر دیا۔ یہ کہہ کر کہ گورنمنٹ کو کسی میں دخل نہیں ہے اور وہ شخص (یسوع) لوگوں کے مذہبی اصولوں کی نذر ہوا۔

(دیکھو صفحہ ۵)

نورافشان

مطبوعہ۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء

نورافشان کا کرسمس اور نوروز نمبر

ہم اپنے معزز و مکرم شعرائے کرام اور نامہ نگاران کو یاد دلاتے ہیں کہ نورافشان کا کرسمس اور نوروز نمبر قریب آرہا ہے۔ اس لئے آپ کی زبانی شکرگذاری اور حمد و ستائش کے ہدیہ جملہ مسیحیان ہند کی طرف سے خدا کے حضور گذرانتے ہیں۔ اس کی جملہ نذریں تیار کرنے والے آپ ہی ہیں جو مقدس کاہنوں کا فرقہ ہو کر اب تک تیار کرتے آئے ہیں۔ اور اس سال بھی آپ نے تیار کرنا ہو۔ آپ جمیع نذرانے پاک اور آپ کی تمام حمد و ستائش ہمیشہ کی طرح بے عیب و بے نقص ہو۔ آپ مسیحی دنیا کے مذہبی روحانی جذبات کی ترجمانی سے اوراق نورافشاں کو خدا کی ستائش اور اُس کے جلال کا قابل رشک شاہد و گواہ بنائیں جو نعمت خدا نے ہم کو بخشی ہے اس کا دوسروں کے فائدہ کے لئے ایسا اظہار فرمائیں کہ خداوند کے لائق اور ہماری محبت کی نمائش کا موزوں نقشہ ہو۔ خدا ہم سب کی ہدایت و امداد فرمائے۔ آمین۔

نورافشانی تمغہ کی کمیٹی

وقت قریب آجانے کے باعث مناسب سمجھا گیا کہ ہم مولینا مولوی نصیرالدین صاحب کرنالوی اور ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ صاحب لودیانوی کو یاد دلائیں کہ آپ نورافشانی تمغہ کے امیدواروں کے مضامین کا امتحان کرنے والی کمیٹی ہیں جن کے مضامین سال بھر نورافشاں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ مہربانی سے سال رواں کی فائل کے مضامین پر نظر ڈال کر اڈیٹر نورافشاں کو تحریر فرمائیں کہ آپ صاحبان کے نزدیک کون سا نامہ نگار یا مضمون دہندہ نورافشانی تمغہ پانے کا مستحق ہے۔ تکلیف دہی کو معاف فرما کر جواب سے ضرور سرفراز فرمائیں۔

اڈیٹر

حل الاشکال

یسوع مسیح کی صلیب پر وفات

حق کے مخالفین و منکرین خصوصاً احمدی مرزائی اصحاب نے بہ پیروی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی میں یہ ٹھانی ہے کہ یسوع مسیح صلیب تو دیئے گئے مگر صلیب پر اُن کی وفات نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ غشی کی حالت میں مردہ تسلیم کرلئے گئے تھے۔ اس بیہودگی کی حقیقت ہم انجیل کے ذیل کے بیان میں ظاہر کرتے ہیں۔ انجیل میں آیا ہے

یسوع پھر بڑی آواز سے چلایا اور جان دیدی۔ متی ۲۷: ۵۰

پھر یسوع بڑی آواز سے چلایا اور دم دیدیا۔ مرقس ۱۵: ۳۷

اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہکر دم دیدیا۔ لوقا ۲۳: ۴۶

پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا کہ تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دیدی۔ یوحنا ۱۹: ۳۰

بھالے سے اُس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ یوحنا ۱۹: ۳۴ اسی حالت میں یسوع مسیح کا جسم مبارک دیر تک صلیب پر رہا۔ جب تک یوسف نے پلاطوس سے اُسے صلیب سے اُتارنے کی درخواست کی اور اس کی منظوری ہوئی پھر اس نے آکر اُسے صلیب سے نیچے اُتارا۔ وہ زخمی لاش صلیب پر ہی رہی اس عرصہ میں خون اور پانی بہکر ختم ہوگیا پھر اسی حالت میں اسے صلیب سے اُتار کر دفن کیا۔ گویا زخمی لاش زخمی ہی رہی۔ اسی حالت میں دو تین دن تک قبر میں رہی۔ تیسرے دن کی صبح کو قبر سے غائب پائی گئی۔

یہ تو انجیلی بیان کا خلاصہ ہے جس میں ایک امر واقعی اور تاریخی کا بیان آیا ہے۔ اس کی تائید و تصدیق رومی قوم کی تاریخ کرچکی۔ یہودی قوم کی تاریخ کرچکی۔ مسیحی قوم کی تاریخ کرچکی۔ یہ اقوام آج تک اس بات پر متفق ہیں کہ یسوع مسیح صلیب دیا گیا۔ صلیب پر مرگیا۔ دفن کیا گیا وہ ہرگز اپنے مخالفوں کے ہاتھ سے آپ کو نہ بچا سکا اگرچہ وہ بروقت صلیب کہتے رہے کہ اگر تو اسرائیل کا بادشاہ ہے تو صلیب پر سے آپ کو بچا کر دکھا پر اس نے ہرگز آپ کو صلیب پر سے بچا کر نہ دکھایا۔ بلکہ اُن کی آنکھوں کے روبرو اُن کے علم و اقرار کی صورت میں اس نے اپنے آپ کو صلیب پر ہی ختم ہونے دیا اُس کے دوست و دشمن تب تک صلیب کے گرد جمع رہے جب تک وہ صلیب پر ختم نہ ہوچکا جب وہ صلیب پر ختم ہوچکا تو اس کے دشمن فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

اس کے بعد واقعوں کا سرکاری طور سے ملاحظہ ہوا۔ یسوع مسیح صلیب پر مردہ تسلیم کیا گیا۔ اس کے شاگردوں میں سے ایک نے اُس کی لاش دفن کرنے کے لئے مانگی۔ اُسے لاش اُتار کر دفن کرنے کی اجازت ملی۔ لاش دفنائی گئی۔ پھر اُس کی قبر پر پہرا رکھا گیا۔ اتوار کی صبح کے وقت لاش قبر سے

غائب تھی۔ یہ تمام بیان بالکل سادہ اور ہر قسم کی تصنع سے خالی ہے۔

ایک اور بات کا بھی خیال کرنا ہوا ضرور ہے کہ یسوع مسیح کے صلیب پر مرنے اور قبر میں دفن ہونے کے بعد اس کے دشمنوں کو تو اس کے مردوں میں سے جی اٹھنے کا وہم وگمان تھا کیونکہ انہوں نے اسی لئے اس کی قبر کو تین دن تک پہرے میں رکھا تھا۔ مگر اس کے جملہ شاگردوں میں سے کسی کو بھی تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھنے کا خیال تک نہ تھا۔ ان کو اس کی صلیبی موت کا ایسا پختہ اور بے بدل یقین تھا کہ وہ تیسرے دن اپنے استاد کی زبانی اور دیگر مسیحیوں کی زبانی اس کے جی اٹھنے کی خبر سن کر یقین کرنے کو تیار نہ تھے۔ ایسے حال میں کون احمق ہے جو یہ خیال کرے کہ یسوع مسیح کے شاگرد اپنے استاد کی لاش چوری سے نکال کر لے گئے ہونگے پھر انہوں نے یہ فریب کرنا بھی کس مقصد کے لئے تھا؟ پس واقعات وحالات واسباب اس بات کے شاہد ہیں کہ یسوع مسیح از روئے انجیل فی الحقیقت صلیب پر مر گیا تھا۔ دفن کیا گیا تھا۔ تمام عرب کے یہودی اور مسیحی اس عقیدہ کے ساتھ حضرت محمد کے زمانہ تک پہنچے تھے حضرت محمد نے قرآن شریف میں یسوع مسیح کی صلیبی موت کا ذکر بیان کیا تھا جسے ہم تحقیق الاسلام میں نقل کر چکے ہیں۔

پر سرسید مرحوم نے یسوع مسیح کی اسلامی حیثیت کو بالائے عقل جان کر اسے حد عقل میں لانے کی یوں کوشش کی کہ قرآن شریف کی آیت ولکن شبہ لہم کے معنے یسوع مسیح کے صلیب پر مشابہ بالموتی کر کے صلیب پر آپ کی وفات کی نفی کو تسلیم کر لیا اور یہ مطلب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے حق میں آگیا۔ آپ نے بھی نقل کا معتقد ہو کر اپنے مطلب کو سدھارنے کے لئے سرسید مرحوم کی عقل کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ آپ نے اس پر اس قدر اضافہ کیا کہ یسوع مسیح قبر میں مرہم عیسائی کی مالش سے پھر ہوش میں آگئے اور قبر سے نکل کر اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر چلے آئے پھر وہاں پر ایک سو بیس برس کی عمر کے ہو کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ ان کی قبر آج تک سرینگر میں موجود ہے مرزا صاحب نے اتنے پاپڑ... اپنے آپ کو دوسرا آدم کا مسیح بنانے کے لئے بیلے تھے۔ (باقی پھر)

اتحاد کانفرنس دہلی کی کشتی پار کرنے والے ملاح کون تھے؟

کانفرنس میں انہوں نے کیا کچھ دیکھا؟

نمبر ۲

رائیٹ ریورنڈ پادری فاسٹ ویسٹکاٹ

اتحاد کانفرنس کے چوتھے رکن رائیٹ ریورنڈ پادری فاسٹ ویسٹکاٹ ہیں۔ جیسا کہ شری راجگوپال اچاریہ نے ایک موقع پر کہا تھا ان کا کانفرنس میں تشریف آوری معمولی بات نہ تھی۔ ان کا ایسے موقع پر کانفرنس میں شامل ہو کر ملک کی مشکل کو حل کرنے میں ہاتھ بٹانا ایک خاص تاریخی واقعہ ہے۔ دراصل موقع اور آدمی دونوں غیر معمولی تھے بشپ صاحب کانپور کے کرائیسٹ چرچ کالج میں کسی وقت پرنسپل رہ چکے ہیں۔ آپ کیمبرج کے گریجویٹ ہیں۔ اس وقت کلکتہ میں "میٹروپولیٹن" ہیں۔ سنا گیا ہے کہ شری اینڈریوز کے کہنے پر آپ کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ دعوت دینے والوں نے ان کو دعوت دے کر اپنی عزت افزائی کی۔ اور ملک کے مسائل کو حل کرنے کا ایک نیا اچھا اور آسان راستہ دکھلایا۔ ہم یہ فراموش نہیں کر سکتے کہ جس طرح ہندو اور مسلمان ہمارے ملک کے فرزند ہیں۔ ویسے ہی عیسائی بھی۔ یہ بھی ہمارے ملک کا ایک اچھا حصہ ہیں۔ ان کو ہم چھوڑ نہیں سکتے "میٹروپالیٹن" صاحب اس وجہ سے کہ اس ملک میں بڑے نائب ہیں آپ نے دعوت فوراً منظور کر لی جو آپ کی نیک دلی کا ثبوت ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کوئی تماشبین نہیں تھے۔ آپ ہر اجلاس میں برابر شامل ہوتے رہے صبح و شام اور دوپہر کو برابر اپنا سا چغہ پہنے اور گلے میں کراس لٹکائے زمین پر سب کے ساتھ بیٹھے آپ نظر آتے تھے۔ بیچ بیچ میں آپ بہت عمدہ صلاح دیتے مگر کم بولتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہندوستانی بہت اچھی جانتے ہیں۔ کیونکہ بنا کچھ اتنی ٹھیٹھ شکل۔ سامنے جب آپ بولتے تھے تو صرف انگریزی ہی بولتے تھے لیکن آپ کے چہرہ سے صاف پتہ لگ جاتا تھا کہ آپ سب کچھ بولی سمجھتے ہیں۔ اس سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ وہاں پر کیسی زبردست اردو کی لفاظی ہوتی رہی ہوگی۔ وہیں کا شہر علما کا جنگ۔ صوبجات متحدہ کے کشمیری پنڈت کی صدارت اجلاس ملک کی چیدہ لوگوں کی تقریر ہی کرتا تھا۔ وہاں تو مسائل مساجد۔ خواہش۔ مقامہ مندر کا ہی زیادہ تر استعمال تھا اور ختم کرنا بغیر اختتام کے کام نہ چلتا تھا۔ شروع ہی میں بشپ صاحب کی جو تقریر ہوئی جس میں آپ نے سب مذاہب کے پیروؤں کو روا بناہی کے ساتھ ایک دوسرے کے مذہبی خیالات کے اظہار میں آزادی دینے کے لئے اصرار کیا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا فساد چھوڑ دینے کو کہا۔ اور کانفرنس کے کمیٹی فیصلہ (اتحاد کی شرائط) کے منظور ہو جانے پر خوشنودی کے جو الفاظ آپ نے کہے اور جس خوبی سے آپ برابر کانفرنس کی کارروائی میں دل وجان سے شامل تھے۔ ان پر دھیان کر کے ہونے ہی کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان آپ کا زیر بار احسان رہیگا۔



آپ نے سب باتوں کو چھوڑ کر ہندوستان کی مذہبی مشکلات کا حل کرتے ہیں۔ ہندوستانیوں کو صاف دل سے اور بے بدل کوشش سے امداد دی ہے امید ہے کہ آپ کی مثال کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملک کے دیگر چھوٹے بڑے پادری بھی اہل ملک سے مل کر ان کی زندگی کے ہر ایک پہلو کی سخت مشکلات کے حل کرنے میں ہر ممکن طریقہ سے امداد دیں گے۔ (ترجمہ [illegible])

پھلجھڑیاں

(از مسٹر [illegible] چوں)

(۱) فکر و تردد کو ہرگز پاس مت پھٹکنے دو۔ یہ آدمیت اور دشمن جان ہو۔

(۲) نیک بنو اور ایک بنو۔

(۳) "خوردن برائے زیستن" نہ کہ "زیستن برائے خوردن" کو اپنا دستور العمل ٹھہراؤ۔

(۴) تازی اور کھلی ہوا کو ہمیشہ صبح صادق کھاؤ۔

(۵) جب کوئی معدہ جل جائے تو اسے فوراً تھوڑی سی دیر کے لئے آرام کرنے دو ورنہ جیسا ہے ہرگز نہیں رہیگا۔

(۶) اگر کسی کو دوست بنانا چاہو تو خود دوست بن جاؤ۔

(۷) جس کی آنکھیں گدلی ہیں اس کا دل بھی گدلا ہے

(۸) اسلام میں بردباری اور درگذر سے کام لو۔

(۹) جب غصہ آئے فوراً تھوڑا سا پانی پی لو غصہ کم ہو جائیگا۔

(۱۰) اپنے اوقات کو تقسیم کرنے سے آدمی بغیر کسی تکان کے معمول سے زیادہ کام کر سکتا ہے۔

(۱۱) حرص و حسد اور غصہ سے عمر کم ہوتی ہے اور زندگی وبال جان ہو جاتی ہے۔

(۱۲) خوش طبعی کی عادت ڈالو اس سے روح کو تقویت اور جسم کو فرحت ہوتی ہے۔

(۱۳) انسان خلاصہ عالم اور خدا کی محبت کا بھید ہے

(۱۴) یہ عورت ہی کا فیض ہے کہ آج فنون لطیفہ (شاعری اور موسیقی وغیرہ) کو اتنا فروغ حاصل ہے کہ دلوں کو اپنے کھیلے جادو سے مسحور اور مسخر کر رکھا ہے۔

(۱۵) کسی بات میں بھی حد اعتدال سے آگے نہ بڑھو۔

(۱۶) سلطنت کی شادکامی اور سرسبزی رعایا کی حیات صالح ہی پر منحصر ہے۔

(۱۷) ظاہری اور باطنی صفائی جسمانی اور روحانی امراض کے روکنے میں ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ کا حکم رکھتی ہے۔

(۱۸) اگر کسی نئی جگہ جانے کا اتفاق ہو تو سب سے پہلے وہاں کی پیاز کھالی جائے تو آب و ہوا ہرگز نقصان نہیں کرتی۔

(۱۹) گائے کا گوشت بیماری ہے۔ اور اس کا دودھ شفا۔

(۲۰) شیطان کو بھی برا بھلا نہ کہو۔ جتنا وقت اس فضول کام میں صرف کرتے ہو۔ اتنی دیر خدا کو یاد کرو۔

(۲۱) عورت جتنی عطوف مزاج ہے مرد اتنا ہی خاموش طبع ہے۔

(۲۲) آدمی اس عورت سے شادی کرنے کی فکر کرتا ہے جس سے اُسے محبت ہے۔ لیکن عورت اُس سے محبت کرنے لگتی ہے جس سے وہ شادی کر لیتی ہے۔

(۲۳) گفتگو کرتے وقت جلدی نہ کرو اور کسی بات کو بغیر ضرورت نہ دہراؤ۔

(۲۴) ـــہ

ہے ربنا نے خلق عمل جس کے نیک ہوں
کافر ہو وہ عقیدہ میں یا دیندار ہو

(۲۵) انسان تنہا محض انسان ہے لیکن انسان نسا[illegible] کے اتحاد سے [illegible] ملنے سے خدا ہے۔

لنڈن

(از مسٹر [illegible] چوں)

لنڈن دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے اس کا رقبہ (۶۹۹) مربع میل ہے۔ کل آبادی ۷۲۵۲۹۲۳ نفوس پر مشتمل ہے۔ جو اپنی ضروریات کے لئے ۲۲۵۰۰۰۰۰۰ گیلن پانی روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ لنڈن کی دولت کی مالیت (۱۳۸۵۴۶۲۷۵) پونڈ۔ اور درآمد (۱۳۹۴۳۰۹۳۲) پونڈ ہے۔ اس میں دس مربع میل صرف پارکیں ہیں۔ اور (۲۰۹) ایکڑ زمین قبرستان کے لئے ہے۔ خاص لنڈن کی پولیس کی مجموعی تعداد (۲۲۱۳۷) ہے۔ برٹش پارلیمنٹ میں لنڈن شہر کی طرف سے (۶۱) ممبر منتخب ہوتے ہیں۔

اس میں ۷۷ بیمہ کمپنیاں جو ڈیڑھ سو کروڑ پونڈ کے سرمایہ سے قائم کی گئیں۔ اور جنہیں ہر سال آٹھ لاکھ پونڈ سالانہ نفع ہوتا ہے۔ ہر روز باہر سے (۲۹۰۰۰۰) لوگ لنڈن میں اپنی ضروریات خریدنے کے لئے آتے ہیں۔ ہر روز (۳۰۱) بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور روزانہ موت کی تعداد (۲۲) ہے (۸۰ ½) میل لمبے بازار ہجوم سے ہر وقت بھرے رہتے ہیں۔ جن میں چار لاکھ سے زیادہ آدمی ہوتے ہیں۔ لنڈن میں مال کے بیچنے والے دو لاکھ سے زیادہ ہیں۔

ہسپتالوں میں ہر سال (۲۲۰۹۵۰۰) مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ جن پر (۸۰۰۰۰۰) پونڈ خرچ ہوتے ہیں۔ یہاں (۱۰۵۲) پرائمری سکول ہیں جن میں آٹھ لاکھ بچے تعلیم پاتے ہیں (۲۲۶) ریلوے سٹیشن ہیں۔ کل ریلگاڑیوں میں ہر روز (۲۹۰۰۰۰۰) آدمی سفر کرتے ہیں۔ اور موٹروں وغیرہ میں (۲۰۰۰۰۰۰) آدمی۔ موٹروں کے اڈوں کی تعداد (۱۰۰۰) ہے۔

(۶۰۰۰۰) اشیاء لوگ مختلف جگہوں میں بھول جاتے ہیں

جن میں (۵۰۰۰۰) عورتیں بیاہی جاتی ہیں۔ یہاں تین لاکھ انسان ایسے ہیں جنکی رہائش کے لئے صرف ایک ایک کمرہ ہے اور (۱۲۰۰۰) ایسے ہیں جن کا کوئی گھر گھاٹ نہیں۔ یہاں کے مزدوری پیشہ لوگ (۱۰۰۰ ۹ ۱۸۳۳) پونڈ کماتے ہیں (۳۳۴۰۰) بڑے بڑے رئیس امیر ہیں۔ جن میں بادشاہ سلامت بھی شامل ہیں۔

ہندوؤں میں کثرت ازدواج

ابھی کل کی بات ہے۔ کہ اہل ہنود محمدیوں کے خلاف سب سے پہلا اعتراض یہ کیا کرتے تھے۔ کہ اسلام میں ایک آدمی کو زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر زمانہ حال میں ترکوں نے کثرت ازدواج کے خلاف جو قانون پاس کر دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہوگا کہ مسلمان اب پرانی عادت کو چھوڑ کر آئندہ ایک ہی جورو پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں۔ چنانچہ سیاست لاہور لکھتا ہے۔ کہ

"انقرہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ترکی میں جو ایک نکاح کا قانون زیر بحث تھا۔ اُس کو مجلس قضا نے ترمیم و تبدیل کے بعد حسب ذیل آخری صورت میں پیش کیا ہے۔

نکاح میں ایک بیوی کا اصول ضروری ہے۔ اس لئے جو شخص دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اس کے لئے صرف اُسی حالت میں اجازت دی جائیگی۔ جبکہ وہ اس کی ضرورت کو ثابت کر دیگا۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بات بھی پایہ ثبوت تک پہنچانی پڑیگی کہ وہ دونوں بیویوں کے ساتھ انصاف و مساوات کا سلوک کر سکتا ہے۔ قاضی کی اجازت بھی لازمی ہوگی۔"

یہ تو ہوئی قانون ملکی کی بات۔ درحقیقت مسلمان اس مسیحی عقیدہ کی خوبی کو کہ ایک مرد ایک ہی بیوی رکھے۔ بخوبی سمجھنے لگے ہیں۔ چنانچہ اخبار مسلم لکھتا ہے۔ کہ

"کثرت ازدواج مسلمانوں کی مجلسی حالت کے بگاڑنے میں بطور ثابت ہوئی . . . . اور بلا اشد ضرورت کے ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی کرنے سے مسلمانوں کو جانی۔ مالی اور مجلسی نقصانات پہنچتے رہے ہیں۔ اور یہ کثرت ازدواج کے نتیجے ہیں۔ ان بد نتائج کو دیکھ کر ترکوں نے تعدد ازدواج کو خیرباد کہدیا اور ایک سے زیادہ بیوی کرنے کی ممانعت کر دی۔"

خدا کا شکر ہے کہ مسلمان تو تجربہ کرنے کے بعد مسیحی تعلیم پر عامل ہونے لگے ہیں اور ساری دنیا کے خلاف ہی ایک ترکی تھا۔ جو سب سے زیادہ تعدد ازدواج کا حامی چلا آتا تھا۔ مگر اہل ہنود کو کیا کہیں۔ وہ اس سے ایک سے زیادہ بیویاں کرنے لگے ہیں اور ان کی برادریاں بجائے اس خراب دھبلک مرض کا قطع قمع کے سہولتیں بہم پہنچا رہی ہیں۔ جس سے کہ اب ہندو لوگ کثرت ازدواج پر عامل ہو جائینگے یہی مثل صادق آتی ہے کہ

ایسی ضد کا بھی ٹھکانا ہے کہ کوئی دیکھئے
میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہوگیا۔

اخبار کشمیری لاہور کی ۱۴ اکتوبر کی اشاعت میں اروڑبنس برادری علاقہ بار کی کانفرنس کے پاس شدہ رزولیوشنوں کی فہرست میں ایک رزولیوشن یہ بھی ہے کہ

"کوئی پرش بغیر وجوہات کافی ایک استری کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کرے۔"

خدا کے لئے بتاؤ کہ اب ہندو وہی بات کرنے لگے یا نہیں۔ جس کی کرنا پر آج تک وہ مسلمانوں کو مطعون بنایا کرتے تھے۔ شاید یہ ضد اور مخالفت کی وجہ سے ہو کیونکہ جب مسلمانوں نے کثرت ازدواج کو ترک کر دیا تو ان پر اعتراض کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہندو کثرت ازدواج کے معتقد اور اس پر عامل ہو جائیں۔ تاکہ ان کی وحدت زوجیت پر اعتراض کر سکیں۔ کیونکہ غرض تو ہر صورت اعتراض کرنے سے ہے۔

اہل ہنود نے تمام جہان میں ایک شور مچایا ہوا ہے کہ عورتوں کی جو قدر و منزلت ہندو دھرم نے کی ہے اُس کی نظیر کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ نظیر تو بیشک مشکل سے ملیگی۔ کیونکہ ہندو اپنی عورتوں کو ہرگز ہرگز برابر کے حقوق عطا نہیں کرتے۔ اگر ان میں مرد اور عورت میں مساوات کے کچھ معنی ہیں تو لازم ہے کہ وہ رزولیوشن مندرجہ بالا کے پہلو بہ پہلو یہ بھی پاس کر دیں کہ

"کوئی استری بلا وجوہات کافی ایک پتی کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کرے۔"

اگر انہوں نے یہ نہیں کرنا اور نہ ہی توقع ہے کہ وہ ایسا کرینگے تو مسلوک مساوات کا شور مچانے سے فائدہ؟

اب ہم اہل ہنود کو ایک ہی صلاح دینگے اور وہ یہ کہ جب مسلمانوں نے تجربہ سے ثابت پایا کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنے سے مجلسی۔ مالی۔ جانی۔ نقصانات پہنچتے ہیں تو وہ دوسروں سے عبرت حاصل کریں اور ایک ہی جورو پر کفایت کر کے حقیقی مساوات کے اصول پر عمل پیرا ہوں۔ نہ کہ کثرت ازدواج کے لئے سہولتیں پیدا کریں۔ دیکھیں اب آریہ گزٹ کے حامی کیا فرماتے ہیں۔

تمان

نور افشاں کی توسیع اشاعت کرنا ہر ایک مسیحی کا فرض ہے۔



دولت اور راست گفتاری

آج کل عام طور پر یہ کہا جاتا ہو کہ غریب کا ایمان ہو نہ دین اس سے جو بھی چاہو کرالو کیونکہ غریبی اور تنگ دستی اخلاقی جرأت و حقیقی مردانگی کو زائل کر دیتی ہو۔ اس غلط اصول کا نتیجہ یہ ہوگیا ہے کہ سب کو دولت بنانے کی دھن لگی ہوئی ہو روز و شب ورد زباں ہر ایک کو یہ خواہش دامنگیر رہتی کہ کسی نہ کسی طرح سے پیسہ آئے اور بڑھے۔ گہوارہ سے کے خیال سے بڑھ کر دولت کو جمع کرنے کی طرف تمام کوششیں لگی ہوئی ہیں اور سبق پڑھایا جاتا ہے کہ

خاک باشی خوک باشی یا سگ مردار باش
ہر چہ خواہی باش لیکن اند کے زردار باش

دولتمند جو کچھ کہیں بلا دریافت تحقیق الہام من کے جا کر اس کی صداقت پایان فنا و دکھو رہوگیا ہے اور اگر غریب بالکل سچائی کا بیان بھی کریں تو بھی کوئی یقین نہیں کرتا۔ اگر ایک دولتمند کسی غریب پر ظلم روا رکھتا ہو تو اس غریب کی کوئی اپیل ہی نہیں۔ عدالت دنیوی میں تو وہ بے چارہ اخراجات کے ڈر سے جا نہیں سکتا۔ مگر پادریوں میں بھی یہ حال ہے کہ غریب پڑے بارہ بیجے بار کر مر جائیں کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی مگر ایک متمول کو ذرا کام لگ جائے تو مساجد و منادر میں چتا پتا گڑگڑا کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ امیر کے پاؤں پر پھیر کاٹ سے تو تمام جماعت تیمار داری کو آجاتی ہے۔ مگر غریب مصائب و آلام کے ہاتھوں تڑپ تڑپ کر مر جائے تو بھی کسی کو پروا نہیں۔ وجہ اس خرابی کی صرف یہ خام خیال اور غلط اصول ہے کہ غریب کا دین ہے نہ ایمان۔ حالانکہ دولت الگ چیز ہے اور راستی و راست گفتاری الگ۔ دولت نیکوں کے پاس بھی ہے اور بدوں کے بھی۔ سچے لوگوں کو بھی میسر آتی ہے اور جھوٹوں کو بھی۔ مگر سچائی کے لئے دولتمندی کی سند کچھ بھی نہیں رکھتی۔ دنیا میں ہزارہا ایسی مثالیں موجود ہیں کہ تنگ دست و مفلس لوگوں نے وہ اخلاقی دلیری و جانفروشی دکھائی ہے کہ سچائی کی خاطر جانیں قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا اور ایسے متمول لوگ بھی بکثرت پائے جاتے ہیں جو ذرا ذرا سی بات پر جھوٹ بولنا ٹھنڈے پانی کا گھونٹ سمجھتے ہیں۔

بلکہ اس سے بڑھ کر وہ حقیقت بھی ہے جس کا ذکر چاپ کی ۲۲ اکتوبر کی اشاعت میں ہے۔ کہ تیجو مدول کے قتل کے سلسلہ میں جو مقدمہ دہلی میں چل رہا ہے اس میں مسٹر سورج نراین نے وکیل صفائی کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر گواہ مالی طور پر غریب ثابت کئے گئے ہیں تو اس سے اس شہادت کی وقعت جس پر استغاثہ کا انحصار ہے کچھ کم نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ سچ بولنے کی عادت غریبوں میں امیروں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

یہ بیان کہ تجربہ بغایت بتلایا کہ غریبوں میں امیروں کی نسبت سچ بولنے کی عادت زیادہ ہوتی ہو۔ ہمارے دعویٰ کی تصدیق مزید کرتا ہے۔ ہم مسیحیوں کو چاہئے کہ جھوٹے غرور سے اور امیر و غریب کے خیال کو کلیسیا میں ہرگز جگہ نہ دیں۔ ورنہ ڈر ہے کہ زمانہ موجودہ کی دہشت کی ڈگری لینے کے لئے زر دوستی و مادہ پرستی کی روح سرایت کر جائیگی۔ اور حقیقی راستبازی اور سچی سچائی اٹھ جائیگی۔

قان

ازالہ مادہ

اس رسالہ پر لاہور کا روزانہ اخبار سیاست (۲۳ ستمبر ۱۲) یوں ریویو لکھتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ

"مندرجہ بالا رسالہ ناظم پادری سلطان محمد پال افغان کی تصنیف ہے۔ لائق مصنف نے مادہ کے حدوث کو نہایت عمدہ، فلسفیانہ و منطقیانہ وغیرہ دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ناظرین کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہو۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ قیمت ایک آنہ ہے علاوہ محصول ڈاک۔ ملنے کا پتہ۔

ایم۔ کے خان۔ مہاں سنگھ باغ۔ لاہور۔

اکبر پور کنونشن کی مختصر کیفیت

مورخہ ۱۰ اکتوبر لغایت ۱۵ اکتوبر اکبر پور کنونشن کے اجلاس ہوتے رہے جناب پادری سعادت اللہ صاحب کنونشن و جناب پادری پیٹر صاحب چیئرمین منتخب ہوئے مضمون عبادت صبح آٹھ بجے۔ مذہب و اسلام اور آریہ سماج پر لیکچر ۱۱ بجے اور جنرل میٹنگ پانچ بجے ہوا کرتی تھی۔ اور گیت و دعا صبح کی عبادت مختلف پادری صاحبان سے ہوا کرتی تھی۔ کھانے و رہائش کا انتظام خاطرخواہ تھا۔ جس کو بھائی ابراہیم صاحب نے جنہیں کام سپرد کر نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ حاضرین کی تعداد خاص تھی صبح کی عبادت میں جناب پادری سنڈرسن صاحب نے ۲ سموایل ۱۲ باب سے درس دیا جبکہ ناتن نبی نے داؤد کے پاس آکر اس کے پوشیدہ گناہ کو اس پر ظاہر کیا اور ایک ۱۔ یوحنا ۱: ۸ کا حوالہ پیش کرتے ہوئے اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔ اور ہم میں سچائی نہیں۔ کیا ہم میں بہتیرے لوگ ایسے نہیں ہیں۔ جو گناہ کرکے داؤد کی مانند اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔ مگر خدا کا کلام ہم پر ہمارے پوشیدہ گناہ ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ ہم اپنے آپ کو فریب نہ دیں اور اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہم میں سچائی نہیں ہے۔ لہٰذا لازم امر ہے کہ سچی توبہ کرکے ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں۔ تو خداوند کا خون ہمیں ساری ناراستی سے پاک و صاف کرتا ہے۔ سامعین نہایت متاثر ہوئے۔

پادری گسٹس صاحب نے ہندو مذہب پر درس دیا۔ مضمون معمولی تھا۔ پادری سعادت اللہ صاحب نے اسلام پر درس دیتے ہوئے اندرونی قرآن و حدیث دین اسلام کی بنیاد اور اس کے عقائد بیان کئے اور پنج کلمہ کی تشریح بوضاحت صادر کی۔ باعث خدا کی وحدانیت پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات سے مسئلہ تثلیث فی التوحید کو استدلال کیا۔ اور فرمایا کہ محمدی نجات کامل نجات نہیں ہے۔ الا ہر ایک مسلمان کو خداوند مسیح کی کامل نجات میں شامل کرنے کی از حد ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ۔

پادری ٹامس سنگھ صاحب نے آریہ سماج پر لکچر دیتے ہوئے سوامی دیانند کی جائے پیدایش اور زندگی و تعلیم و نقائص اور چند خوبیوں کا بیان کر کے فرمایا کہ ہم کسی مذہب کے عیب ہی پکڑنے نہ آئے ہیں۔ بلکہ منصفت مزاجی سے اُن کی خوبیوں کو بھی مدنظر رکھ کر کام میں لائیں۔ علاوہ ازیں آپ نے یوحنا باب ۱۳ آیت ۳۴ سے وعظ کیا۔ میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ اگر آپس میں محبت رکھو گے تو اس سے سب جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو۔ آپ نے اشارۃً فرمایا کہ ہندو مذہب میں بہت سے فرقے ہیں۔ بعض آدمی اپنے ماتھے پر ایک قسم کا چندن کا ٹیکہ لگاتے ہیں اور لوگ دوسری قسم کا ٹیکہ لگاتے ہیں۔ کوئی کنٹھی مالا وغیرہ پہنتے ہیں۔ غرضیکہ طرح طرح کے نشان سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ کس مذہب اور فرقہ کے ہیں حتیٰ کہ دیگر شناخت کر لیتے ہیں کہ یہ رامانندی یا رشنوئی یا کبیر پنتھی یا دادو پنتھی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن خداوند مسیح نے اپنے آخری وقت کے قریب مناسب جانا کہ شاگردوں کے لئے ایک خاص نشان چھوڑ جائے جو کسی نے بیان نہیں ہے۔ پس خداوند مسیح نے اسی محبت کو برقرار رکھتے ہوئے مسیحی مذہب کا اعلیٰ نشان محبت ٹھہرایا۔ لہذا دائمی محبت کے سرچشمہ سے یادگاری میں تمام ہو کر مسیحی مذہب کا اظہار کرتے رہیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ مسیح کے شاگرد ہیں۔

پادری گریرو صاحب نے قاضیوں کے ۷ باب ۳۴ آیت سے درس دیا۔ تب خدا کی روح جدعون پر نازل ہوئی یعنی جدعون نے خدا کی روح پہن لی۔ یا اوڑھ لی تب کامیابی حاصل ہوئی۔ بنی اسرائیل مدیانیوں کے سبب نہایت تنگ ہو رہے تھے۔ خدا اپنے لوگوں کو رہائی دینے کے لئے جدعون کو برگزیدہ کیا۔ تاکہ مدیانیوں سے وے نجات پائیں۔ چنانچہ خداوند مسیح نے ہم لوگوں کو چن لیا تاکہ جو لوگ شیطانی گمراہی کے دام میں مبتلا ہو کر تنگ ہو رہے ہیں انہیں خلاصی بخشیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جدعون کی مانند خدا کی روح پہن لیں تب پورے طور سے اس خدمت کو انجام دے سکینگے چونکہ خداوند خدا ادنیٰ اشیاء کے وسیلہ اپنا کام کرتا ہے اور ہمارے مجلس کی یہی غرض ہے کہ ادنیٰ اشیاء سے اپنا جلوہ ظاہر کرے۔ آپکا وعظ مختصر لیکن پر مغز تھا جس سے سامعین مستفیض ہوئے۔

پادری پیٹر صاحب کنونشن کے روح رواں تھے۔ آپ مختلف وعظوں سے جماعت کو خواب غفلت سے بیدار کرتے تھے۔ نہایت مدلل معقول طور سے بتلایا کہ کس طرح روحانی زندگی حاصل ہو سکتی ہیں۔ افسس ۴: ۳۰ خدا کے پاک روح کو رنجیدہ نہ کرو جس سے تم پر مخلصی کے دن کے لئے مہر ہوئی مضمون کا لب لباب اخلاقی زندگی کا سدھار اور دعائیہ زندگی پر زور تھا۔ چند منٹ خاموشی کی دعا بھی ہوا کرتی تھی۔ آپ کی طرز کلام دلوں کو حرکت دینے اور رلا دینے والی ہوتی تھی۔ کنونشن ہذا میں خدا کی روح اول سے آخر تک حاضرین کے دلوں میں کام کرتی تھی۔ بعضوں نے اپنے پوشیدہ گناہ کا اقرار کیا۔ چند گناہگاروں کے دل میں مدت سے بغض و نفاق گھر کئے ہوئے تھی۔ صد شکر ہے خداوند کریم کا جو ہمیں توبہ کی توفیق بخشتا ہے۔ پاک روح کی مدد اور سماوی آگ کے شعلہ سے دل منور ہوتے ہوئے ذمہ داری کو دیکھا ضمیر نے چین نہیں لینے دیا۔ بعد گریہ و زاری کے جماعت کے روبرو اپنے قصور مانے اور عفو کا اقرار کیا۔ جو ایک دوسرے کے خلاف عرصہ پانچ سال سے چلا آرہا تھا۔ حاضرین کے نہ آنکھ ہوئے تھے۔ کہ دونوں بھائیوں نے باہم ہاتھ ملا کر از سر نو محبت سے میل ملاپ وصلح حاصل کی۔ اتوار کی عبادت میں پادری پیٹر صاحب نے عشاء ربانی کا دستور ادا کیا۔ جو کچھ کہ سب خدا کے جلال کے لئے کیا گیا۔ بعد اختتام عشاء ربانی کی رسم ادا کی گئی۔ پادری سنگھ صاحب اور آپ کی میم صاحب نے مٹھائی سے حاضرین کی خاطر تواضع کی۔ جزاء اللہ۔ شکر ہے رب العالمین کا جس نے اپنے بندوں کے ذریعہ جسمانی و پیاسی روح کو روحانی خوراک سے مالامال اور نئی زندگی میں قدم مارنے کی ہمت بخشی۔ آخر میں لوگ مسیح کی جے بولتے ہوئے اپنے مقام کو روانہ ہوئے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ سالانہ مذکورہ کی اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہئے تاکہ خدا کے جلال کیلئے کام برومند ہوتا رہے۔ فقط۔

راقم بندہ۔ برکت علی۔ از جلال پور

ضلع فیض آباد۔

یادرفتگان

ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ خبر شائع کرتے ہیں کہ پنجاب کے ایک معزز مسیحی خاندان کی والدہ ماجدہ مسز رلیا رام صاحبہ ۲۶ تاریخ ماہ حال اتوار کے روز

ء مرتبہ رحلت فرمائیں۔ ہمیں مرحوم کے جملہ پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا جو تسلی و اطمینان کا سرچشمہ ہے ان کے جمیع عزیز و اقارب کو صبر و تسلی کی کثرت عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظرین نور افشاں کو نہایت ہی غم و الم کے ساتھ خبر دی جاتی ہے کہ ہمارے ملازم ڈونگا کے ایک شاہ وفادار [illegible] ہسپتال مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء وقت ۴½ بجے شام اچانک بعارضہ نمونیہ وہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ درخواست ہے کہ ان کی بیوہ و چار یتیم لڑکیوں کے واسطے دعا کی جاوے کہ خدا اُن کو صبر جمیل عطا کرے۔ (دعا جیسی) ماسٹر ڈونگا

خبریں

وائسرائے کا اعلان۔ وائسرائے نے مہاتما گاندھی کو کوہاٹ جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ چند مسلمان دوستوں کے ساتھ جا کر ہندو مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار کرانا چاہتے تھے۔

لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کا اعلان

شملہ ۲۵ اکتوبر۔ اپنے اختیارات غیر معمولی سے کام لیکر گورنر جنرل نے صوبہ بنگال میں آرڈیننس نمبر ۱ ۱۹۲۴ء کو نافذ کر کے قانون فوجداری کے ساتھ ضم کر دیا ہے۔

ایک بیان میں انہوں نے ان اسباب کا ذکر کیا ہے جنہوں نے انہیں اس آرڈیننس کے نافذ کرنے پر مجبور کیا ہے۔

لارڈ ریڈنگ کا بیان ہے کہ ان کے سامنے جو شہادت رکھی گئی ہے اُس سے قابل اطمینان طور پر یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ بنگال میں جو تحریک انقلاب موجود ہے وہ گہری بنیاد رکھتی ہے اور خطرناک ہے گورنمنٹ کو اس سلسلہ میں جو معلومات حاصل ہوئی ہے اس کو بعض وجوہ سے وہ تفصیل کے ساتھ ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔

ہر چند کہ ۱۹۲۳ء میں صورت حالات تشویشناک تھی۔ لیکن وائسرائے نے غیر معمولی اختیارات سے کام لیتے [illegible]۔ اب انہوں نے ان اختیارات سے کام لیا ہے کیونکہ ان کو بہت مجبور کیا گیا اور دیگر ذرائع صورت حالات کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

اس بیان میں مختصر طور پر تحریک انقلاب کی تاریخ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ لارڈ ریڈنگ لکھتے ہیں کہ یہ امر عالم آشکارا ہے کہ ۱۹۰۸ء اور ۱۹۱۶ء کے درمیان تحریک انقلاب موجود تھی جو صوبہ بنگال میں تکلیف اور وحشت کی نہایت خوفناک یادگاریں چھوڑ گئی ہے۔ سازشوں کا خاتمہ اس وقت تک نہ ہوا جب تک ان کے لیڈروں کے ساتھ بمد ریگولیشن نمبر ۳ ۱۸۱۸ء اور قانون حفاظت ہند سلوک نہیں کیا گیا۔ شاہی اعلان کے بعد ان میں سے بہت سے آدمی رہا ہو گئے۔ ان میں سے اکثر نے انقلاب انگیز جرائم کے ساتھ تعلق ترک کر لیا۔ مگر بہت سے رہا شدہ لوگ [illegible] متفقہ ہے ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء کے درمیان دوبارہ تحریک کی آڑ میں جدوجہد کرتے رہے اور اس کے ساتھ ہی متعلقین کی تعداد بڑھانے اور تنظیم کی تکمیل کا کام بھی ہوتا رہا۔ اس سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ جب موقع آئیگا اپنا کام کریں گے۔ ۱۹۲۳ء کے آخر میں ان سازشوں کے لیڈروں نے سمجھ کر کہ عدم تشدد سے اُن کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔ پھر تشدد کے طریقوں سے کام لینے کا فیصلہ کر لیا۔

آگے چلکر لارڈ ریڈنگ لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے لیڈروں کو ریگولیشن نمبر ۳ کے رو سے زیر حراست کر دیا اور اس سے تحریک عارضی طور پر رک گئی مگر جلد نئے لیڈر موجود ہو گئے۔ اور پھر کام شروع ہو گیا ہے۔ بنگال گورنمنٹ کے ساتھ پورا اتفاق رائے [illegible] مشورہ کرنے کے بعد اس امر کا قائل ہو گیا ہوں کہ مجرمانہ واردات کی تیاریاں اور انتظامات عملاً آئے طور پر ترقی کی جاتی ہیں اور ایک آرڈیننس نافذ کرنے کے ذریعہ حفظ ماتقدم کرنے کی ضرورت ہے۔ لوکل گورنمنٹ صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مستقل قانون مقررہ وقت پر پیش کریگی۔

لارڈ ریڈنگ کا بیان ہے کہ اس آرڈیننس سے پُر امن شہریوں پر کسی طرح سے کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ گورنمنٹ کا سب سے پہلا اور بنیادی فرض یہ ہے کہ وہ امن عامہ کو قائم رکھے جس پر کسی مہذب جماعت کی سیاسی ترقی اور دیگر کاروبار کا انحصار ہے اور چونکہ یہ ظاہر ہے کہ مستقل سیاسی ترقی تشدد یا تشدد کی دھمکی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وائسرائے یہ دیکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ تشدد سے ترقی کو روکا [illegible]۔ پارلیمنٹ نے ترقی کی جو لائن مقرر کر دی ہے اس پر گورنمنٹ چلیگی۔

اس آرڈیننس میں ایسی دفعہ رکھی گئی ہے جس کی رو سے لوکل گورنمنٹ کو کمشنروں کے تقرر کا اختیار ہوگا۔ جو اس تحریک کے سلسلہ میں مقدمات کی سماعت کریں گے۔ اس سلسلہ میں یہ ضروری ہوگا کہ وہ کمشنر اعلیٰ جوڈیشل تجربہ رکھتے ہوں۔ کمشنروں کے فیصلوں پر [illegible] ہائیکورٹ میں اپیل ہو سکیگی۔ شہادت کے ایک خاص قاعدہ کی رو سے مجسٹریٹ کے روبرو کسی شخص کا بیان قلمبند کر دیا وہ بیان بطور شہادت پیش ہو سکیگا۔ آرڈیننس میں مقامی گورنمنٹ کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ دو ججوں سے مقدمات کی جانچ کرا کے بعض مشتبہ لوگوں کے ساتھ سلوک

سلوک کرے۔ ڈینگ کمیٹیوں کے متعلق بھی ایک دفعہ رکھی گئی ہے۔ یہ کمیٹیاں دشا نوشتا ان لڑکوں سے کیا جائیگی جو بطور مشتبہ لڑکوں کے زیرحراست ہونگے۔ نیز وارنٹ گرفتاری کے بھی اختیارات دیئے گئے ہیں آرڈیننس میں اس فعل یا ارادہ فعل کی حفاظت کی گئی ہے جو بعد سے آرڈیننس نیک نیتی کے ساتھ کیا جائے۔ (بجنسہٖ از رم ۳۰)

۲۴۔ اکتوبر کو سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب لاہور میں تشریف لائے اور ریلوے سٹیشن سے سیدھے ٹاؤن ہال میں پہنچے جہاں آپ کا خیرمقدم کئے جانے کے بعد آپ کو لاہور میونسپل کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع لاہور۔ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ اور ضلع کے سوجر بورڈ کی طرف سے ایڈریس پیش کئے گئے۔ سر میلکم ہیلی نے چاروں ایڈریسوں کا مشترکہ جواب دیا جس کے دوران میں آپ نے سکھوں کے متعلق حالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت یہ کہ گورنمنٹ قانون اور امن کے خلاف عام اور براہ راست کارروائی کو روا نہیں رکھ سکتی۔

پونہ ۲۰ اکتوبر ہز ایکسیلنسی ہز لارڈ ولسن نے آج شام کو پونہ شہر میں مشن سوسائٹی کی اچھوتوں کے لئے نئی عمارت کی رسم افتتاح ادا کی۔ گورنر صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ تمام صوبہ کے باشندوں کے متعلق گورنمنٹ اپنے فرائض کو محسوس کرتی ہے اور اچھوتوں کے بچوں کا فرض ہے کہ اپنے کو سوسائٹی میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے کے لائق بنائیں۔

رنگون ۲۵۔ اکتوبر مقامی حکومت نے تھرواڈی میں انجمنوں کو غیرآئینی قرار دیا ہے۔ دو اور مجلسیں ضلع پرروم میں غیرآئینی قرار دی گئی ہیں اور اضلاع تھرواڈی کے ۳۰ مواضعات میں اور پروم کے ۳۰ مواضعات میں پولیس کی جمعیت میں اضافہ کیا گیا۔

مدراس ۲۵ اکتوبر۔ اخبار ہندو کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ مسٹر راے ونکٹا رام ایم اے۔ انڈین سول سروس فرنگا پٹم پکڑی جلانے کی جو اطلاع بھیجی گئی تھی اس جلسہ کے سلسلہ میں ۹ آدمی گرفتار ہوئے ہیں۔ جن میں ایک ریٹائرڈ پولیس انسپکٹر بھی ہے۔

کلکتہ ۲۵ اکتوبر آج علی الصبح ۸ بجے کلکتہ پولیس نے شہر کے مختلف حصوں میں ۵۰ مکانات بشمول دفاتر کانگرس و سوراج پارٹی چھاپہ مارا اور دہشت انگیزی کی تحریک کے سلسلہ میں کئی گرفتاریاں کیں۔ میسرز سبھاس چندر بوس چیف ایگزیکٹو افسر کلکتہ کارپوریشن انل برن راے سکریٹری بنگال پراونشل کانگرس کمیٹی تھے اندر متر مہتہ قانونی کونسل سکریٹری بنگال سوراج پارٹی اور دیگر اصحاب کو بروئے ریگولیشن نمبر ۳ ۱۸۱۸ء گرفتار کیا۔ ان بنگال آرڈیننس نمبر ۱ جو آج وائسرائے نے نافذ کیا ہے اس کی رو سے بھی گرفتاریاں کی گئیں۔ مزید گرفتاریاں ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ دفتر کانگرس واقعہ مکیا سٹریٹ پر پولیس کا قبضہ ہے اور رسا روڈ پر سوراج پارٹی کے دفتر کی تلاشی ہو رہی ہے گرفتار شدگان کو پریذیڈنسی اور علی پور کے جیلوں میں بھیجا گیا ہے۔

میمن سنگھ کا ایک تار مظہر ہے کہ پولیس نے آج صبح سانتی لائبریری اور طالب علموں کے بورڈنگ ہاؤسوں پر چھاپہ مارا اور آرڈیننس ۱۹۲۴ء کی دفعہ ۱۸ کے ماتحت دو کالج کے طالب علموں کو گرفتار کر لیا۔

کلکتہ ۲۸ اکتوبر۔ ابھی تک کلکتہ میں اور اضلاع گردونواح میں اس وقت تک ۷۰ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

(اشتہارات) زرافشاں کا کارنامہ

اردو ٹریکٹ

ایک گیت کا دلچسپ بیان۔ برہمن گیرٹ صاحب کی ایک عجیب داستان بچوں کے لئے صفحہ ۳ پائی

فارقلیط۔ اہل اسلام و مسیحی صاحبان کے نزدیک فارقلیط سے کیا مراد ہے۔ صفحہ ۸۔ ۳ پائی۔

حقیقی اسلام۔ صرف مسیحی دین ہی حقیقی اسلام ہو سکتا ہے۔ ۳ پائی۔

حقائق قرآن۔ قرآن سے محمد صاحب پر مسیح کی چودہ فضیلتیں ثابت کی گئی ہیں۔ ۳ پائی

حقیقی عرفان۔ مسیح اپنے بیان میں تمام علوم کی تقریر پر غالب ہے۔ مصنفہ مولوی عماد الدین مرحوم۔ صفحہ ۱۷۔ ۲ پائی۔

حضرت اسحٰق و اسمٰعیل۔ مسیح کا شجرہ نسب اور اسحاق و اسمٰعیل کا مقابلہ بائبل سے صفحہ ۳ پائی

ہدایت الاطفال۔ جشنا بی سانی کے متعلق بچوں کا رسالہ صفحہ ۳۸۔ ۳ پائی۔

ہدایت المتدین۔ قرآن کی شہادت سے موجودہ انجیل کی صحت ثابت کی گئی ہے صفحہ ۳ پائی

اقرار پطرس۔ مسیح کے اس دعویٰ کی تشریح کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ صفحہ ۲۳۔ ۳ پائی

انصاف کا دن۔ قیامت۔ اعمال۔ سزا و جزا اور کفارہ کے متعلق مسیحی تعلیم۔ صفحہ ۱۴۔ ۲ پائی

عیسیٰ کی سیرت۔ مسیح کے اخلاق و سیرت اور تعلیمات کے متعلق مفصل بحث صفحہ ۴۴۔ ۲ پائی۔

جہان کا نور۔ مسیح کی نسبت عمدہ اور مختصر رسالہ صفحہ ۱۲۔ ۳ پائی۔

جامعۃ الفرائض۔ انسان کے تمام کمال فرائض کے متعلق تعلیم اور بہت ہی سستا رسالہ صفحہ ۱۴۔ ۹ پائی

پتہ: سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور



ملزم گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ پر مصلوب کیا گیا۔ اور رومی سپاہیوں کی تلوار سے امن قائم کیا گیا۔ اور میں نے اُس شخص کے اقارب اور احباب کے رنج کو ٹھنڈا کرنے کی ہر طرح سے کوشش کی۔ مجھے یقین نہیں کہ یسوع کا کوئی ہی شاگرد اُس کے مسائل کا وعظ کرتا ہو۔ اور اگر کوئی کرتا بھی ہے تو کوئی اُس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔

یہ کل مقدمہ کا خلاصہ ہے۔ مجھے اس شخص کی بیگناہی کا پورا یقین ہے۔ اس پر بے انصافی سے سزا کا حکم ہوا وہ نہ صرف غلطی میں پڑ گئے۔ کیا اس مقدمہ کی تلافی انصاف ہوگا؟ بیشک کیا مناسب وفروہ ہے؟ انہیں اس نامبارک معاملہ میں بہت سے لوگ شریک ہیں کیونکہ وہ جلد بازی کے فیصلے اور مذہبی تعصب کے جرم کے مرتکب ہیں تعصب لوگ مسیح کی موت کے فیصلہ کے خواہاں ہیں اس لئے جلدی کرتے تھے کہ اُن کے مذہبی اصول کا سکہ جما رہے جس کو کہ وہ دل سے چاہتے تھے تمام خیالات کو مد نظر رکھ کر یہ بہتر ہوگا کہ اس معاملہ کو طول نہ دیا جائے اور یہود کو اس خیال میں رہنے دیا جائے کہ یسوع مسیح کو اس لئے سزا دی گئی کہ اُس نے گورنمنٹ کے خلاف جرم کیا مقدمہ کو از سر نو اُٹھانا اُس دلیسوع کو زندہ نہیں کریگا۔ اس سے بڑے بڑے شہری آدمیوں اور اعلیٰ درجہ کے عہدہ داروں پر مصائب آئینگے۔ اس سے منصفوں پر بھی دھبہ آئیگا۔ جنہوں نے کہ بہت جلد فیصلہ کیا اور کاہنوں پر بھی جنہوں نے کہ اُس کے مصلوب ہونے کی سزا کو منظور کیا۔ نیچوں اور لیڈروں پر بھی جنہوں نے کہ لوگوں کو دھوکہ وفریب میں رکھا۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ یہ بادشاہ کے حضور میں پیش کرینگے کہ مقدمہ کا پھر سنانا اسفر ہے اور خطرہ سے خالی نہیں۔ اور بادشاہ کو اس بات کا بھی یقین دلا دیجئے کہ منصفات خسارہ وار غلط ہوتا ہے۔ مگر قوانین ہمیشہ غیر جانبدار اور یکساں ہوتے ہیں +

خداوند مسیح کی قبر اور اُسکی نگرانی

یہ بات ہر ایک شخص جانتا ہے کہ صلیبی لڑائیوں کے وقت سے پوپ کے دل میں یہ نیت ہی کوشش رہی کی ہے کہ متبرک مقامات کی حفاظت کریگا۔ آف نیشنز کی ایک کمیشن اعلیٰ کے ماتحت کیا جائے جس میں رومن کیتھولک کلیسیا کے نمائندوں کی تعداد زیادہ ہو۔

دوسری طرف مشرقی کلیسیائیں اس کے برخلاف کہتی ہیں کہ ان مقامات کی حفاظت کا انتظام وہی رہے جو قبل از جنگ تھا۔ اور جو ۱۸۵۲ء کے سلطانی فرمان میں منظور ہوا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک اونٹ نے اپنا سر سردی کی وجہ سے ایک خیمہ کے اندر کرنے کے لئے اپنے مالک سے اجازت چاہی جواب آہستہ آہستہ اُس نے اپنا سارا جسم اندر کر لیا۔ اور مالک کو حکم دیا کہ چونکہ یہ جگہ ہمارے دونوں کے واسطے کافی نہیں ہے۔ اس لئے تم خیمہ سے باہر نکل جاؤ۔

جب شہنشاہ کانسٹن ٹائن کی والدہ ہیلینا نے متبرک مقامات کو دوبارہ دریافت کیا۔ یہ مقامات مسیحیوں کے ستائے جانے کے زمانے میں یہودیوں کا مندر بنائے گئے تھے کانسٹن ٹائن نے یہ تحریک بشپ یروشلم کو لکھا کہ ان مقامات کو نمائی طور پر سجاؤ تب سے جب تک سلطنت روم قائم رہی اور بعد میں بھی جب مقدس شہر ان کے ہاتھ سے نکل گئی تو عید قیامت کا گرجا گھر، قبر قسطنطنیہ کے زیر حفاظت رہا۔ کانسٹن ٹائن نے متبرک مقامات کی حفاظت بیکیمیں اور اس کے جانشینوں کے سپرد کر دی۔ اور یروشلم کے اسقف علاقہ کلیسیائے جامع کی کونسل نے ۴۵۱ء میں خود مختار علاقہ قرار دیا اور ان مقامات کی حفاظت اس کے اسقف اعلیٰ کے سپرد کی لیکن یروشلم کا اسقف اعلیٰ یہ فرض اکیلا نہیں انجام دیتا تھا۔ بلکہ اُس کے ساتھ مزار مقدس کے مجاور بھی ہوتے تھے جو کانسٹن ٹائن کے زمانے سے چلے آتے تھے۔

جب عربوں نے ۶۳۷ء میں یروشلم فتح کیا تو خلیفہ عمر نے جو محمد صاحب کے تیسرے جانشین تھے۔ یہ حکم دیا کہ اسقف اعلیٰ ان متبرک مقامات کا نگران رہے۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ عمر نماز کے وقت عید قیامت کے گرجا گھر میں تھا لیکن اُس نے وہاں نماز نہ پڑھی مبادا کہ اس کے بعد اُس جگہ مسجد قرار دے دی جائے۔ اس عہدنامہ کو کسی نے نہ توڑا اور تمام مسلمان حکام اسقف اعلیٰ کو متبرک مقامات کا محافظ سمجھتے رہے۔

درحقیقت صلیبی جنگوں کا اصل مطلب یہ تھا کہ مشرقی کلیسیا کو روم کے پوپ کے ماتحت کیا جائے۔ ان لڑائیوں کا نتیجہ قسطنطنیہ کی سلطنت کی بربادی ہوئی۔ جب صلیبی ۱۰۹۹ء میں یروشلم پر قابض ہوئے تو اسقف اعلیٰ اور اس کے مجاور قبرص میں بھاگ گئے۔ اور وہ وہیں رہے جب تک کہ جو یہ ستر قرار دیا۔ ایک رومی کو اسقف اعلیٰ کی جگہ دی گئی اور رومی رسوم وہاں ادا ہونے لگیں۔

مصریوں نے متبرک مقامات کو ۱۱۸۷ء میں فتح کر کے ان کو روم کے اسقف اعلیٰ سے چھین کر اصلی اسقف اعلیٰ اور مجاوروں کو وہ جگہ عنایت کی اور خلیفہ عمر کے عہد و پیمان کو بحال کیا گیا۔ بعد ازاں رومن فرانسسکن فقراء نے مشرقی کلیسیا کو پوپ کے ماتحت کرنے کا بیڑا اٹھایا ۱۲۱۹ء سے وہ اس تاک میں لگے رہے سلاطین کے زمانے میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن جب ترک ۱۵۱۷ء میں آئے تو ان کو موقع ملا۔ یروشلم کے اسقف اعلیٰ نے کبھی کسی مسیحی کو خواہ وہ جس فرقہ کا ہو زیارت سے منع نہ کیا۔ یہ وجہ تھی کہ فرانسسکن فقراء نے ۱۳۳۳ء سے گرجا کے پاس رہائش اختیار کی اور بعد میں انہوں نے یہ جگہ حاصل کر لی۔ [illegible] میں ابراہیم اور ۱۵۲۸ء میں سلیمان نے اعلان کیا کہ متبرک مقامات کی حفاظت کا حق اسقف اعلیٰ اور اس کے مجاوروں کا ہے اور ان کو

اس عہد کے نقصان میں چابیاں بھی دی گئیں۔ لیکن چند سالوں بعد رومن کیتھولک کے حامیوں بعض فرانس کے بادشاہوں کی مدد سے ان لوگوں نے قدم بقدم [illegible] مسیحیان کے اور مددگار بھی تھے۔ اور حریف بھی تھے جو آدمیوں [illegible] اور ساسانی اور ترکی مسیحیوں سلطان کی مدد کی۔

آخر کار ۱۸۵۲ء میں آخری قسمت آزمائی کا موقع پہنچا اور انہوں نے وزیر اعظم اور قسطنطنیہ کے دربار کو اپنے ہمراہ کر لیا اور پیرس اور روم [illegible] نے خفیہ طور پر مدد کی اور فرمان جاری ہوگیا تھا کہ چابیاں مقدس [illegible] کیتھولک کو دی جائیں۔ لیکن زار کے سفیروں نے آخر کار جنگ میں جنگ ملادی اور سلطان مراد نے بعض تعین اس امر کی تفتیش کی اور حکم جاری کیا کہ سلطنت [illegible] کی رو سے متبرک مقامات کی چابیوں کے رکھنے کا حق [illegible] اعلیٰ کا ہے۔ اور فرانس اور آسٹریا سے لڑائی کرنی اس سے بہتر ہے کہ [illegible] سے بے انصافی کر کے چابیاں کھول دی جائیں۔

اب مسلمانوں [illegible] پوپ کے [illegible] نے رومن کیتھولک طاقتوں کو مجبور کرنے کا موقع ہاتھ سے نکل گیا کہ متبرک مقامات کی حفاظت اب [illegible] کریں۔ بلکہ [illegible] رہے۔ یہ خاص اس واسطے ہے کہ دیگر کلیسیائیں متبرک مقامات پر قابض نہ ہو سکیں اور تمام لوگ جو زیارت کے واسطے جائیں روک دیئے جائیں اور صرف رومن کیتھولک ہی جا سکیں۔

این۔ سلطنت الہند۔ [illegible]

درخواست

ناظرین نورافشاں کی خدمت میں بمنت عرض ہے کہ جو پرانے گانے یعنی راگ راگنی اور غزل وغیرہ آپ کے پاس ہوں یا آپ کو دستیاب ہو سکیں تو برائے مہربانی خاکسار کے پاس روانہ کریں۔ عین عنایت ہوگی نیز اگر ان کے ساتھ ان کے نام بھی ہوں تو اور بھی زیادہ مہربانی ہوگی مثلاً بھیرویں۔ آساوری جھنجھوٹی وغیرہ۔ اگر نہیں تو تب بھی عنایت کریں۔ اس کو خداوند مسیح کی خدمت سمجھیں۔

واضح ہو کہ یہ تکلیف ناظرین کو صرف اس لئے دی جاتی ہے کہ خاکسار کو زمانہ حال کی کوئی کتاب معلوم ہوئی کہ مسیحیوں کو مسیحی خیال اور روحانیت کی حد میں علم موسیقی کی مباحث سمجھنے میں [illegible] کیونکہ خاکسار نے جتنی کتابیں اس علم کے متعلق دیکھیں وہ اکثر روحانیت اور مسیحیت کے خلاف پڑتی ہیں جن سے مسیحیوں کو فائدہ قلیل اور نقصان کثیر ہونے کا احتمال ہے۔ اور یہ علم تو جادو کا کام کرتا ہے جس کے بیان کی ضرورت نہیں بلکہ خدا اسے بھی زیادہ عزت حاصل کرتا ہے۔ بائبل میں اس کی تعریف بھری پڑی ہے۔

اس لئے خاکسار کچھ مدت سے بہت ہی جانفشانی کے ساتھ اس علم کی تہ تک جانے کی کوشش کر رہا ہوں اور ایک کتاب تحریر کرنی شروع کر دی ہے جس میں بارہ ماہ کے لئے ہر ایک راگ کو شائقین کے سامنے آئینہ کے موافق رکھ دے۔ نیز اس علم کے وہ راز کھول کر دکھائے جو اس علم کے استاد اکثر اپنے سینے کے صندوق میں بند کر رکھتے ہیں خاکسار کو قوی امید ہے کہ اس کے ذریعہ پیارے مسیح کی خدمت اور خداوند کا جلال ظاہر ہوگا۔ آمین۔

پس مکرر عرض ہے کہ خواہ ایک یا چند گانے جتنے آپ عنایت کر سکیں جلد مہربانی فرمائیں تاکہ آپ کی امداد سے یہ کتاب ایک بڑے ستارہ کی مانند ملک میں چمک کر خدا کا جلال ظاہر کرے۔ فقط آداب۔

خاکسار۔ جوزف جی۔ داس
سی۔ ایم۔ ایس۔ موضع جیونہ
ڈاکخانہ کھتولی
ضلع مظفر نگر۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور وسیع کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنما تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے استاد صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طالب علم پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر
پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ میں لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۲ء سے مدرسہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔

خرچ طعام خوراک [illegible] پرائمری کی طالب علم پانچ روپیہ اور پرائمری سے ہائی تک ساڑھے سات روپیہ ہے۔

کلاس فیس سرکاری کالج ہو متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہو۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو لڑکے [illegible] تک [illegible]۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو بی کلارک صاحب ایم اے مینجر نورافشاں امیریکن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔